مفکر اسلام حضرت مفتی محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی کے قلم سے

مسئلۂ کشمیر.... خطرناک تہہ منظر

پاکستان کیلئے مسئلہ کشمیر کی اہمیت کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن ادھر چند ماہ سے کچھ ایسے حوادث اور واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے یہ اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ وہاں جو واقعات پیش آئے اور پیش آرہے ہیں ان پر پاکستان کے عام مسلمانوں کا غم وغصہ بالکل بجا اور درست ہے۔ اخوت اسلامی کے جذبے کی وجہ سے ان میں اضطراب پیدا ہوا جواب تک موجود ہے۔ اس اضطراب کا اظہار بھی جلسوں بیانات اور تقریروں کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ سیاسی لیڈروں کی تقریروں میں عموماً حکومت سے یہی مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جرأت مندانہ قدم اٹھائے۔ اور کشمیر کے مسلمانوں کی مصیبت دور کرے نیز انہیں حکومت ہند کی محکومی سے نجات دلانے کی کوشش کرے۔ اس مسئلے کے حل کیلئے کیا کرنا چاہئے؟ اس پر غور کرنے سے پہلے مقبوضہ کشمیر کی صحیح صورت حال کو سمجھ لینا ضروری ہے تاکہ جو قدم بھی ہم اٹھائیں وہ صحیح سمت میں ہو اور اسکا مقصد متعین اور واضح ہو۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ نے کشمیر کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسمیں استصواب رائے کیا جائے گا اور اہل کشمیر کی اکثریت بھارت، پاکستان دونوں میں سے جس کے ساتھ کشمیر کا الحاق کرنا چاہے اس کے ساتھ اسکا الحاق کر دیا جائے گا۔ اس فیصلے کو بھارت اور پاکستان دونوں نے منظور کیا تھا مگر اس پر عملدرآمد آج تک نہ ہوا۔ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا، اس وقت اس قصے کو چھیڑنا عبث ہے۔ اس پر عملدرآمد نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود کشمیر میں اس کی تحریک پیدا ہوئی۔ اور ایک جماعت نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب کیا جائے اور اگر اہل کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کا فیصلہ کریں تو حکومت ہند اس سے دست بردار ہو جائے اور وہ اپنا رابطہ پاکستان کے ساتھ قائم کرلے۔ اس کے بعد ایک دوسری جماعت ابھری جس نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اہل کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس لئے کسی استصواب کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حکومت ہند پر لازم ہے کہ کشمیر سے دست بردار ہو جائے ۔ اور کشمیر کی مقامی حکومت پاکستان کے ساتھ اس کے الحاق کا اعلان کر دے۔ ان دو جماعتوں کے علاوہ وہاں ایک تیسری جماعت بھی موجود ہے جس کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حالات جوں کے توں رہیں۔ کشمیر کا جو ربط وتعلق اس وقت حکومت ہند سے ہے وہ قائم رہے الحاق کسی کے ساتھ نہ ہو۔ یہ لوگ بھارت ہی کے ساتھ رہنے کے خواہش مند ہیں لیکن جتنی داخلی آزادی انہیں اس وقت حاصل ہے اسمیں مزید اضافہ چاہتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور سیاسی جماعتیں بھی ہیں جو جزوی اختلافات کی بنا پر وجود میں آئی ہیں اور جن کا سائز بھی بہت چھوٹا ہے اس لئے وہ قابل ذکر نہیں۔ کشمیر کی نیشنل کانفرنس درحقیقت اسی جماعت کا تنظیمی نام ہے جو بھارت ہی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ دہشت گردی اور احتجاجوں میں شدت آنے سے پہلے یہی جماعت وہاں برسر اقتدار تھی۔ فاروق عبداللہ (سابق صدر کشمیر) اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی حکومت سے اہل کشمیر کی اکثریت مطمئن تھی۔ اگرچہ حزب مخالف بھی موجود تھا۔ جیسا کہ عام طور پر جمہوریتوں میں ہوتا ہے۔ مگر وہ مخالفت میں گولی، بم اور اغواء تک جانے کا ادنیٰ ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ وہ آئین اور اصول جمہوریت کے حدود کے اندر ہی رہ کر ان کی مخالفت کرنا چاہتا تھا۔ اس حزب اختلاف کے اندر اور باہر شیعوں کی ایک جماعت تھی اور ہے۔ جس کا کوئی نام نہیں ہے مگر وہ حزب اختلاف اور حزب حکومت دونوں میں موجود ہے۔ ان کا مقصد وحید یہ ہے کہ کسی طرح اقتدار سے اہل سنت کو نکال دیا جائے اور اس خلاء کو شیعوں سے پر کیا جائے۔ کشمیر پر شیعوں کا اقتدار قائم کرنا اور سنیوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی شدید خواہش شیعان کشمیر کے دلوں میں مدت دراز سے ابھر رہی ہے اور وہ شروع ہی سے اس کے لئے

کوشش کرتے رہے ہیں۔ شیخ عبداللہ مرحوم کے ایک شیعہ عزیز نے جن کا نام غالباً افضل بیگ تھا۔ شیخ صاحب مرحوم کے خلاف سازش کر کے انہیں جیل پہنچا دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تو تھوڑے دنوں کے بعد عزت کے ساتھ رہا ہو گئے اور ان شیعہ صاحب پر ایک مقدمہ چلا اور اسی عدالت سے جس نے شیخ صاحب مرحوم کو سزا دی تھی افضل بیگ کو سزا ہوئی۔ وہ جیل پہنچ گئے اور عوام و خواص میں ان کا وقار ختم ہو گیا وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت کبھی واپس نہ پا سکے۔ اس قصۂ پارینہ کے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ کشمیر پر چھا جانے اور وہاں شیعہ حکومت قائم کرنے کی کوشش پرانی بات ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ شیعوں کی تعداد کشمیر میں دو فیصد سے بھی کم ہے۔ کشمیر سے باہر کوہستانی علاقوں میں بہت غالی شیعوں کے کچھ قبائل ہیں مگر وہ حدود کشمیر سے خارج ہیں۔ پاکستان کی طرح شیعہ نواز سنیوں کی تعداد وہاں بھی خاصی ہے۔ حسب عادت شیعوں کی طرف سے اپنی تعداد زیادہ بتائی جا رہی ہے۔ اور اس جھوٹ کی خوب تشہیر کی جا رہی ہے۔ یہ جھوٹا پروپیگنڈا پاکستان تک پہنچا اور یہاں کے شیعہ بھی کشمیر میں شیعوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر مشہور کر رہے ہیں۔

الیکشن میں شیعوں نے پوری کوشش کی کہ اقتدار شیعوں کے ہاتھ میں آجائے مگر ناکامی ہوئی۔ فاروق عبداللہ سربراہ ہو گئے "شیعہ اہل ملیشیا" تو تیار ہی تھی۔ اس نے دہشت گردی شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ الیکشن دوبارہ ہوں، سنیوں میں جو قابل و لائق افراد قیادت یا حکومت کا کام چلانے کی اہلیت رکھتے ہیں انہیں الیکشن سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ جو باقی رہ جائیں انہیں اس قدر دہشت زدہ اور خائف کر دیا جائے کہ وہ سامنے آنے کی ہمت ہی نہ کر سکیں مجبوراً سنی بھی شیعی قیادت ہی کی طرف مائل ہوں گے۔ جو وقت کے مناسب --- اسلامی نظام، حریت، روٹی، کپڑا وغیرہ کے نعرے لگا کر عوام کے سامنے آئیں گے۔ شیعوں کے بارے میں کشمیر کے اہل سنت میں بھی ویسی ہی بے حسی ہے جیسی پاکستان میں ہے۔ اس لئے اہل ملیشیا اور اس کے معاونوں کی اس مکروہ تدبیر سے کشمیر پر شیعوں کا مسلط ہو جانا قطعاً بعید از قیاس نہیں۔ بھارت کے مسلمان اخبارات و رسائل نے اس مدت میں بار بار بھارت کی حکومت کو مشورہ دیا کہ کشمیر میں نئے الیکشن کرائے جائیں تو ہنگامہ آرائی ختم ہو جائے گی۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ بھارت کے مسلمان جو پاکستانیوں سے زیادہ مقبوضہ کشمیر سے واقف ہیں اس ہنگامہ آرائی کا سبب صرف پارٹیوں کی کشمکش اور الیکشن میں کامیابی کی ایک تدبیر کو سمجھتے ہیں۔

اس تفصیل سے اس غلط فہمی کا دور کرنا بھی مقصود ہے کہ دہشت گردوں اور ان کے ہمنواؤں کی یہ تحریک حکومت ہند کے خلاف شروع کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک حکومت کشمیر کے خلاف شروع ہوئی مگر بھارت کی حکومت خواہ مخواہ بیچ میں پھاند پڑی۔ اسلئے دہشت گردوں نے اپنا عنوان کلام بدل دیا۔ نعرہ بدل جانے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ تحریک کا رخ اب بھی اسی کشمیر کی سنی حکومت کی طرف ہے۔ نعرے کی تبدیلی ایک فریب ہے۔ دہشت گردی پر ایران کی چھاپ نمایاں ہے بشرطیکہ چشم بصیرت سے کام لیا جائے اگر حکومت ہند بے جا دخل اندازی کر کے ظلم و ستم نہ کرتی تو تحریک کا رخ اس کے خلاف نہ ہوتا۔ معاملہ کم از کم وقتی طور پر ختم ہو جاتا۔

ایک ماہ یا کچھ زائد گزرا کہ دلی میں ایک بم پھٹا۔ یہ حرکت سکھوں کی تھی لیکن " پاسداران اسلام " نام کی ایک فرضی تنظیم نے اس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اس نام کی مسلمانوں میں کوئی تنظیم نہیں ہے۔ یہ وہی کشمیر کے دہشت گرد ہیں جنھوں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوؤں میں ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا ہو نیز یہ کہ حکومت ہند کو احساس ہو کہ ہم نے ایک مسلمان (مفتی سعید --- سنی) کو ہوم منسٹر بنا کر غلطی کی ہے۔ مسلمانوں یعنی اہل سنت کو نقصان پہنچانا اس اہل ملیشیا کا ایک اہم مقصد ہے۔ جس کے لئے وہ کوئی امکانی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

مسئلہ کشمیر کے متعلق ایک تجویز

حال ہی میں ایک اونچے درجہ کے ہندو لیڈر مسٹر مینو مسانی ، نے جو آئین ہند کے ماہر ہیں اور دستور ساز کمیٹی کے رکن رہ چکے ہیں مراٹھی اخبار "مہا نگر" (21 مارچ 1990ء) کو انٹرویو دیتے ہوئے کشمیر کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو ہفت روزہ "ندائے ملت" (لکھنؤ، یوپی، ہند) مورخہ 8 اپریل 1990ء میں شائع ہوئے ہیں ۔۔۔

"ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں کہ فوج کے ذریعہ کشمیر پر قبضہ جما کر اسے اپنے زیر اقتدار رکھا جائے ہمارا ملک سامراجی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے ہم نے لشکر کے بل پر ایک غیر ملک کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے"

اس تمہید کے بعد مسٹر مسانی نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے اور اس مسئلے میں ہندو پاک کشمکش ختم کرنے کیلئے ایک تجویز بھی پیش کی ہے۔ ندائے ملت، روای ہے ۔۔۔

مسٹر مینو مسانی نے اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے آسٹریلیا کی مثال پیش کی انہوں نے کہا کہ امریکہ اور روس نے دونوں ملکوں کے اقتدار سے آسٹریلیا کو آزاد کیا تھا وہی طریقہ کشمیر کیلئے مناسب ہے ،

پھر اسی سلسلہ میں یہ انکشاف کرتے ہیں ۔۔۔

"پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان مرحوم نے اس تجویز کو پیش کیا تھا۔ پنڈت نہرو نے اسے قبول بھی کیا تھا۔ مگر ایک ماہ بعد نہرو کے انتقال کی وجہ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔"

انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ ایوب خان مرحوم نے یہ تجویز شاستری جی آنجہانی کے سامنے بھی پیش کی تھی۔ اور انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا لیکن یہ عذر کیا تھا کہ میری پارٹی اسے نہیں منظور کریگی۔

جب یہ تجویز پیش ہوئی تھی اسوقت راقم سطور ہندوستان ہی میں مقیم تھا پاکستان نہیں آیا تھا۔ مجھے اس تجویز اور اس کی ضروری تفصیلات کا علم ہے۔ اس لیے میں مسٹر مسانی کی تصدیق کرتا ہوں۔ لیکن اس خبر کی تفصیل میں اتنا اضافہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تجویز درحقیقت شیخ عبداللہ مرحوم نے پیش کی تھی ایوب خان مرحوم نے اسے منظور کیا تھا اور پنڈت نہرو آنجہانی کے سامنے اسے پیش کیا تھا اور انہوں نے بھی اسے منظور کر لیا تھا۔ عمل درآمد کے بارے میں شاستری جی آنجہانی کیلئے جو رکاوٹ تھی وہ نہرو جی کو بھی درپیش تھی مگر آنجہانی نہرو کا اثر اور وقار ایسا تھا کہ انہیں یقین تھا کہ وہ اپنی پارٹی سے بھی یہ تجویز منوالیں گے۔ ان کے مرنے سے مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ مسٹر مینو مسانی نے تجویز مذکور کے اصل جوہر کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ انٹرویو میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کا ایک اہم جزو یہ بھی تھا کہ بھارت اور پاکستان دونوں "آزاد کشمیر" کی آزادی کی حفاظت کریں گے اور آزاد کشمیر، ان دونوں کے علاوہ کسی اور طاقت کے ساتھ سیاسی روابط نہیں رکھ سکے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کے اس حل پر غور کرلے۔ حالات میں تبدیلی کی وجہ سے اس حل میں بھی کچھ ترمیم کرنا پڑے گی ورنہ آئندہ پاکستان اور بھارت دونوں کیلئے مشکلات اور مسائل پیدا ہوں گے ۔ اس فارمولے کے بموجب کشمیر کو محدود آزادی حاصل ہو جائیگی جسمیں اس کی حیثیت ایک زیر حمایت ریاست (PROTECTORATE STATE) کی ہوگی غور کرنے کے بعد پاکستان و بھارت کے درمیان اس فارمولے کی روشنی میں گفتگو ہو جائے تو انشاءاللہ نتیجہ خیز ہوگی۔

کیا بھارت اس تجویز پر غور کرے گا؟

میرا خیال ہے کہ موجودہ حکومت ہند مسٹر مسانی کے مندرجہ بالا بیان سے پہلے ہی اس تجویز پر غور کر چکی ہے۔ اگر کشمیر میں یہ ہنگامے نہ شروع ہو جاتے تو شاید وہ خود ہی پاکستان کے ساتھ اس مسئلے پر گفت وشنید کرتی یا یک طرفہ طور پر ایک حد تک اس پر عمل درآمد شروع کر دیتی آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر دونوں کو داخلی آزادی کا ایک درجہ تو اس وقت بھی حاصل ہے۔ اس میں اور زیر تجویز آزادی میں صرف ایک قدم کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ کشمیر کے مسلمان اس سے زیادہ

آزادی یعنی کامل آزادی کا تصور نہیں کر سکتے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اگر کشمیر بھارت اور پاکستان دونوں سے بالکل بے تعلق ہو جائے۔ اور خود بھارت اور پاکستان کی طرح آزاد ملک بن جائے۔ تو وہ دو دن بھی اپنی آزادی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ سکھ اس کی سرزمین میں اپنے مرکز بنائیں گے چین کا ہاتھ بھی اس کی طرف بڑھے گا لداخ و تبت کے بودھ اور شیعہ مل کر یورش کریں گے۔ اور ان میں سے کسی سے بھی وہ کامیاب مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ زندگی کے وسائل و ضروریات میں بھی وہ خود کفیل نہیں ہے اس کیلئے بھی اسے پاکستان یا بھارت یا دونوں سے تعلق رکھنے کی ضرورت ہے کشمیر کے مسلمان قطعاً کامل آزادی نہیں چاہتے اور یہ دشمنان اسلام دہشت گرد امل ملیشیا، والے بھی نہیں چاہتے۔ مگر عوام کو فریب دینے کیلئے آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور اس کی مخالفت کو بہانہ بنا کر اہلسنت کی خون ریزی کر رہے ہیں۔۔۔"قاتلھم اللہ انی یوفکون"، مسلمانان کشمیر کا مطالبہ پاکستان کے ساتھ الحاق اور اس کا فیصلہ کرنے کیلئے استصواب رائے عامہ ہے۔ دشمنان اسلام نام نہاد حریت پسند، دہشت گردوں کی خواہش یہ ہے کہ کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہ ہو سکے اسی لئے وہ ان سنی قائدین اور ان کی اہم شخصیتوں کو قتل کر رہے ہیں جو استصواب رائے عامہ اور پاکستان کے ساتھ الحاق کے طالب ہوں۔ اس سلسلہ کا ایک بہت افسوس ناک واقعہ کشمیر کی بہت اہم شخصیت میر واعظ مولوی فاروق رحمتہ اللہ علیہ کا قتل ہے۔ موصوف مرحوم مسلمانان کشمیر یعنی اہلسنت کے پیشوا اور مقتدی تھے۔ ان کی دینی قیادت کو کشمیر کے سب اہلسنت متفقہ طور پر تسلیم کرتے تھے۔ بھارت اور دوسرے ممالک میں بھی ان کا خاصا اثر اور وقار تھا۔ ایک ماہ ہوا کہ انھوں نے ان نام نہاد حریت پسند درندوں سے بے خوف ہو کر اور ان کی دھمکیوں کو اپنی جوتی کی نوک پر مار کر جرأت کے ساتھ جمعہ کے ایک اجتماع میں بھارت کی حکومت سے استصواب رائے عامہ کا مطالبہ کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ کشمیر میں استصواب رائے کیا جائے۔ تاکہ وہ حسب قرار داد اقوام متحدہ پاکستان یا بھارت کے ساتھ اپنے الحاق کا فیصلہ کرے۔ انہیں یقین تھا کہ کشمیر کا فیصلہ پاکستان کے ساتھ الحاق کا ہو گا۔ وہ خود اس کے داعی اور طالب تھے۔ یہ بات امل ملیشیا کے دہشت گردوں کو سخت ناگوار ہوئی وہ میر واعظ مرحوم کی آواز کی قوت و طاقت کو بھی خوب سمجھتے تھے اور خوب جانتے تھے کہ ان کے کہنے کے بعد کوئی سنی بھی دہشت گردوں کی بات نہیں سنے گا۔ اگر استصواب ہو گیا تو یقیناً کشمیر کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہو گا۔ اور ان دشمنان اسلام دہشت گردوں کو گوارا نہ تھا۔ اسی لئے انھوں نے اپنے تین آدمی بھیجے جنھوں نے میر واعظ موصوف کو ان کے مکان سے بلوایا اور کسی دفتری کام کا بہانہ کر کے انہیں ان کے دفتر لے گئے وہاں جا کر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ تینوں شخص اجنبی تھے (انگریزی روزنامہ ڈان، کراچی مورخہ 24 شوال 1410ھ 22 مئی 1990ء) اسی خبر کے ساتھ ڈان، کے اسی نمبر کی یہ خبر بھی ملاحظہ فرمایئے کہ میر واعظ مرحوم کی میت پر سوگواروں کا ایک ہجوم ہو گیا۔ اس بے گناہ اور پر امن مجمع پر پولیس نے گولی چلائی اور سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مختلف خبریں آتی رہیں۔ آخری خبر یہ تھی کہ سینتالیس شہید ہوئے اور ایک سو مجروح ہوئے۔ حقیقت تک پہنچنے کیلئے یہ واقعہ پیش نظر رکھئے کہ جب سے بھارت نے کشمیر میں مداخلت کی ہے اس وقت سے لیکر اس المناک واقعہ تک، مقبوضہ کشمیر میں سنی پولیس نے کسی مجمع پر بھی گولی نہیں چلائی۔ گولی ہمیشہ بھارتی فوج نے چلائی ہے۔ پھر اس موقع پر پولیس درندہ کیوں بن گئی؟ یہ بھی پیش نظر رکھیئے کہ کشمیر میں پولیس خود کشمیر ہی سے بھرتی کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی غالب اکثریت ہونے کی وجہ سے اس میں سو فیصد مسلمان ہوتے ہیں۔ ہندو خال خال بلکہ برائے نام ہی ہوتے ہیں۔ جو لوگ کشمیر کے قریبی حالات کے بارے میں خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ انہیں ضرور یاد ہو گا کہ ماضی قریب میں کشمیری پولیس پر (جس میں سب کشمیری مسلمان ہیں) بے اعتمادی کی وجہ سے بھارتی گورنر جگ موہن نے نئی پولیس بھرتی کرنے کا اعلان کیا تھا۔ نئی پولیس بھرتی ہوئی اور اسی سے کام لیا جانے لگا۔ پرانی پولیس کو "تھانہ نشین" کر دیا گیا۔ اس پولیس میں سنی نہیں آئے غالباً انہیں دہشت گردوں نے

دھمکیاں دے کر اس سے روک دیا۔ ملنیوں کی بجائے دہشت گردوں یعنی امل ملیشیا کے حامی و مددگار شیعہ اس میں بھرتی ہوگئے۔ گویا ایک شیعہ فورس بن گئی جو امل ملیشیا کا "ریزرو حصہ" یا "پانچواں کالم" ہے میر واعظ شہید رحمتہ اللہ علیہ کی میت کے گرد سوگواروں کے مسلمان یعنی سنی ہجوم پر گولی اسی پولیس نے چلائی تھی جس کا دوسرا نام سیکورٹی فورس بھی ہے اور ان غم زدہ سنیوں کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے تھے یہ سب غم زدہ شہداء اور مجروحین سنی تھے۔ میر واعظ شہید کے جنازے پر کوئی شیعہ کیسے آسکتا تھا؟ شیعہ تو ان کے دشمن تھے۔ ان ظالم امل ملیشیا والوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جب میر واعظ مولوی محمد فاروق شہید رحمہ اللہ کا جنازہ اٹھا تو اس میں تقریبا دو لاکھ سوگوار جنازے کی مشایعت کر رہے تھے۔ شیعہ امل ملیشیا کا ایک مسلح گروہ بھی جیپوں پر ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ قبرستان پہنچ کر ان درندوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے بہت سے ہوائی فائر کئے۔ مسلح ہو کر مجمع کے ساتھ چلنے کا مقصد یہ تھا کہ مجمع سے آزادی کے نعرے لگوائے جائیں اور کسی کی زبان پر استصواب کا لفظ نہ آنے پائے۔ ان خونخوار بھیڑیوں نے سوگواروں اور غم زدوں کے اس سنی مجمع میں سے بھی دو آدمیوں کو گولی مار کر شہید کر دیا اور بہانہ یہ کیا کہ یہ پولیس کے جاسوس تھے۔ غالبا استصواب کا لفظ ان کے منہ سے نکل گیا ہوگا۔ یا پاکستان سے الحاق کی کوئی بات ان دونوں شہیدوں نے کی ہوگی جسے یہ ظالم برداشت نہ کرسکے اور انہیں شہید کر دیا۔ اسی خبر کے ساتھ انہی اخبارات (ڈان، جنگ وغیرہ) میں یہ خبر بھی تھی کہ غم زدوں کے اس مجمع پر راستہ میں دو برقعہ پوش عورتوں نے بم پھینکا۔ ظاہر ہے کہ یہ عورتیں دہشت گردوں ہی کے گروہ کی تھیں یہ خبریں اخبارات نیز ریڈیو ٹی وی سے آئیں تو بات بالکل واضح ہوگئی کہ کشمیر کی آزادی کا نعرہ لگانے والے یہ دہشت گرد درحقیقت اہلسنت کے دشمن شیعہ امل ملیشیا کے لوگ ہیں جو وہاں اہلسنت کی نسل کشی (GENOCIDE) کر رہے ہیں۔ ایران، حکومت بنی اسرائیل اور امریکہ کی یہودی لابی تینوں ان کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ان کی سپریم کمانڈ ایران کے ہاتھ میں ہے۔ اس حقیقت کے ظاہر و باہر ہونے سے پاکستان کی ان جماعتوں اور افراد کو سخت تشویش ہوئی جو ایران کی ایجنٹ ہیں۔ ان کی طرف سے ان واقعات پر پردہ ڈالنے کی مکروہ کوشش ہونے لگی۔ کچھ لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ میر واعظ فاروق شہید کی میت پر جمع ہونے والوں پر بھارت کی سیکورٹی فورس نے گولی چلائی تھی مگر اس جھوٹ بولنے اور مالقانہ طرز بیان اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں یہ سیکورٹی فورس اسی نئی پولیس کا نام ہے۔ اسی نام سے جدید بھرتی ہوئی تھی اور اس سے عام طور پر لوگ واقف ہیں۔۔۔

30 مئی 1990ء کے "جنگ" میں ایرانی حکومت کے ایک رکن رکین رفسنجانی صاحب کا ایک بیان شائع ہوا جسمیں گول مول انداز میں یہ اثر ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی کہ میر واعظ صاحب مرحوم کو بھارتی حکومت نے قتل کروایا ہے۔ ان کے اس سفید جھوٹ کو کسی نے بھی باور نہیں کیا مسلمہ بات ہے کہ میر واعظ مرحوم کو شہید کرنے والے شیعہ امل ملیشیا کشمیر کے دہشت گرد تھے لیکن ان کے اس جھوٹ بولنے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ کشمیر میں دہشت گردی کی سربراہی اور سرپرستی ایران کر رہا ہے اور ایران ہی کی تیار کئے ہوئے دہشت گرد ہیں جو وہاں اہلسنت کی نسل کشی کر رہے ہیں۔

دشمنان اہل سنت کی موقع شناسی اور ان کا منصوبہ

مندرجہ بالا تجویز کا ماضی میں خاصا چرچا ہو چکا ہے۔ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ ایران امریکہ روس وغیرہ دوسرے اہم ممالک کو بھی اس کا علم ہے۔ اور وادی کشمیر کی اہمیت سے بھی یہ لوگ واقف ہیں یہود اور شیعوں کو جب احساس ہوا کہ اس تجویز پر حکومت بھارت غور کر رہی ہے یا غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو انہوں نے دہشت گردی شروع کر دی۔ مقصد یہ ہے کہ بھارت اس تجویز پر یک طرفہ عمل شروع کر دے اور اس مدت میں کشمیر پر شیعوں کا مکمل تسلط ہو جائے۔ آزادی حاصل ہو تو وہ ایک شیعہ حکومت کو حاصل ہو۔ جب کشمیر کا ایک حصہ (بھارتی حصہ) اس طرح آزاد ہو جائے گا

تو دوسرا حصہ (پاکستانی حصہ) خود بخود اس سے آملے گا۔ اگر پاکستان اس میں کچھ تامل کریگا تو امل ملیشیا اپنا کام کریگی۔ جو آزاد کشمیر میں اس وقت بھی موجود ہے۔ بلکہ پاکستان میں بھی موجود ہے۔ اور اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس وقت بھارت بھی ان کی مدد کرے گا۔ نیز ایران اور امریکہ کی طرف سے اس پر دباؤ پڑے گا۔ آزاد کشمیر میں سابق حکومت پاکستان کی عنایت سے شیعہ اسوقت بھی خاصی قوت رکھتے ہیں اور اہم مناصب پر قابض ہیں۔ "دیوار برلن"، ٹوٹنے کے بعد اسے شیعہ اسٹیٹ کا جزو بنا دینا بہت آسان ہوگا۔ بھارت و پاکستان سے اس کا تعلق برقرار رکھنے کا مسئلہ کچھ اہم نہیں۔ معاہدہ کرتے وقت اسے منظور کر لیا جائے گا۔ عہد شکنی شیعہ مذہب میں کوئی مذموم چیز نہیں۔ جب چاہیں گے اس دفعہ کو عملاً قلم زد کر دیں گے۔ وفائے عہد پر مجبور کر دینے کی طاقت نہ بھارت میں ہوگی نہ پاکستان میں۔ ہند اور چین کا اختلاف پرانا ہو کر مستحکم ہو چکا ہے۔ ایران اور چین میں دوستی بڑھ رہی ہے تاریخ میں پہلی بار چین کے ایک ذمہ دار اور اعلیٰ عہدے دار نے چند روز ہوئے ایران کا دورہ کیا تھا۔ اور وہاں کے ارباب حکومت سے دوستانہ فضا میں بات چیت کی تھی اس کے بعد سے اس کے تیور بھی کچھ بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب کشمیر کا زیر گفتگو ہنگامہ شروع ہوا تھا تو دوسرے ممالک کی طرح چین نے بھی کہا تھا کہ بھارت اور پاکستان گفت و شنید کر کے مسئلہ طے کر لیں لیکن 26 مئی 1990ء کے روزنامہ ڈان، (کراچی) کی اطلاع یہ ہے کہ چین نے بھارت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ دہشت گردوں سے گفتگو کر کے مسئلہ کو حل کر لے۔ پاکستان کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ بھارت یا پاکستان اگر مزعومہ شیعی کشمیر پر وفائے عہد کیلئے زیادہ زور دیں گے تو ایران کے ساتھ چین بھی اس کی پشت پناہی کرے گا اور دونوں میں سے کوئی بھی چین سے بگاڑنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

گلگت کی اہمیت اور حساسیت پوشیدہ نہیں ہے وہاں شیعوں کی خاصی بڑی تعداد جمع ہو چکی ہے چند ماہ ہوئے انہوں نے سخت ہنگامہ کیا تھا اور اہل سنت کو سخت نقصانات پہنچائے تھے۔ آزادی بلتستان کی تحریک تو مردہ ہو چکی ہے مگر اس کا تصور شیعان بلتستان میں اب بھی موجود ہے جو اپنے موافق حالات میں تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ایران کی طرف سے اکسایا جائے۔ خدا نخواستہ اگر کشمیر میں شیعہ حکومت قائم ہو جائے تو وہ گلگت کی طرف بڑھے گی اور گلگت کے شیعہ اس کی طرف بڑھیں گے آگے چترال ہے جہاں آغا خانی شیعہ پہلے ہی اپنے قدم جما چکے ہیں۔ ایران افغانستان میں اپنے پیر پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسطرح ایران تا ہندوستان ایک قوس کی شکل میں شیعہ اسٹیٹ بنانے کا شیعی اور یہودی منصوبہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ منصوبہ پورا ہو گیا تو مسلمانوں یعنی اہلسنت کیلئے یہ جس قدر تباہ کن اور مہلک ہوگا اور دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے انہیں جس قدر نقصان پہنچائے گا اس کا اندازہ مشکل ہے۔ اس کی ہولناکی اور ہلاکت خیزی کے تصور سے بھی اس شخص کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس کے دل میں ایمان ہے اور جسے دین حق یعنی اسلام عزیز ہے۔ کشمیر میں اہلسنت کی نسل کشی (GENOCIDE) کی جو مہم شیعی دہشت گردوں (امل ملیشیا) نے شروع کی ہے اس میں کئی گنی شدت پیدا ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ شاہ اسماعیل صفوی ایرانی کے زمانہ کی طرح سنیوں کو جبراً شیعہ بنانے کا کام بھی وسیع پیمانے پر ہوگا۔۔۔ لاقدر باللہ اللھم نعوذ بک من الفتن ما ظھر منھا وما بطن اللہ تعالی سب مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھے (آمین)

صحیح راستہ

"شیعہ امل ملیشیا" سے دہشت گردی کروا کے ایران نے پاکستان کے مقدمے کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر حکومت ہند دہشت گردوں سے گفتگو کر کے کوئی سمجھوتہ کر لیتی ہے۔ تو بحالات موجودہ (جب کہ دہشت گردوں کی کسی رائے سے اختلاف کی مجال کسی کشمیری میں نہیں ہے) اسے حکومت ہند اور پورے مقبوضہ کشمیر کے درمیان معاہدہ سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد پاکستان گفت و شنید کا مطالبہ کس بنیاد پر کریگا؟ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پاکستان حکومت ہند پر زور دے کہ وہ مقبوضہ کشمیر

میں تشدد بند کرے اور امن و امان قائم کر کے استصواب رائے کرائے۔ یا اسی فارمولے پر گفتگو کر لے جس کا تذکرہ مینوسانی نے کیا ہے۔ اگر بھارت دہشت گردوں سے یا مقبوضہ کشمیر کی دوسری جماعتوں یا کسی ایک جماعت سے گفتگو کر کے کوئی معاہدہ کرے گا تو حکومت پاکستان اسے تسلیم نہیں کرے گی۔ پاکستان یہ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کہ کشمیر چند دہشت گردوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اگست 1947ء کے منشور آزادی کی رو سے اس قسم کی کارروائی کا بھارت اور اہل کشمیر دونوں میں سے کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ شیخ عبداللہ مرحوم کے فارمولے پر جس کا مسٹر مسانی نے حوالہ دیا ہے گفتگو کی جائے تو تفصیلات طے کرنے میں بہت ہوشیاری اور بیدار مغزی سے کام لینا چاہیے۔ معاہدے اور دستور میں اس امر کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ کشمیر کی غالب اکثریت یعنی اہل سنت کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ بھارت کو گفت و شنید پر آمادہ کرنے کیلئے وہی طریقہ مناسب ہے جو حکومت پاکستان نے اختیار کیا ہے۔ یعنی دوسرے ممالک اور حکومتوں کا دباؤ ڈلوانا۔ اس میں مزید سرگرمی کی ضرورت ہے۔ خصوصیت کے ساتھ روس، چین اور امریکہ کی تائید اس سلسلہ میں زیادہ مفید ہوگی۔ ان ممالک نیز امریکہ و یورپ کی تائید حاصل کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ ان ممالک میں پاکستان کے سفرا مسئلہ کشمیر کو ان کے سربراہوں اور ذمہ دار ارباب حکومت کے سامنے مناسب اور مدلل طریقے سے پیش کریں اور انہیں پاکستان کی تائید پر آمادہ کریں۔

جنگ تباہ کن اور بے سود ہوگی

پاکستان اور بھارت کی خیر اسی میں ہے کہ دونوں کے تعلقات خوشگوار رہیں۔ اگر خوشگوار نہ ہوں تو کم از کم معتدل ہوں۔ دونوں ملکوں کی جنگ دونوں کیلئے تباہ کن ہوگی۔ البتہ اس سے ایران، روس اور امریکہ فائدہ اٹھائیں گے نیز حکومت بنی اسرائیل کی مراد پوری ہوگی۔ امریکی یہودی پاکستان کا خون زیادہ مقدار میں چوسے گا۔ ایران دوستی اور امداد کے روپ میں پاکستان میں اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کرے گا۔ اور کشمیر تا ایران، شیعی قوس کا جو خواب اس نے دیکھا ہے خدانخواستہ اس کی تعبیر نکل آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان بلاؤں اور مصیبتوں سے مسلمانوں یعنی اہل سنت کو محفوظ رکھے۔

بھارت اس سے زیادہ تباہ ہوگا۔ اس کی وحدت ختم ہو جائے گی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ یہود اس کا بھی خون چوسیں گے۔ نوبت فاقوں تک پہنچ جائیگی جو کچھ ترقی اس نے اب تک کی ہے وہ خواب بن جائیگی۔ مقصد جنگ دونوں میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوگا۔ کشمیر سے بھارت و پاکستان دونوں محروم ہو جائیں گے۔ عوام پاکستان کی غالب اکثریت بھارت سے جنگ نہیں چاہتی بلکہ دونوں ملکوں کے عوام پاک بھارت تعلقات خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں صرف مسلمان ہی نہیں بھارتی ہندوؤں کی اکثریت بھی پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات و روابط کے حق میں ہے۔ آر۔ایس۔ایس اور اس ذہن کے ہندوؤں کا ایک گروہ جو امریکی اور اسرائیلی یہود کے زیر اثر ہے اور سخت متعصب ہے پاکستان کے ساتھ جنگ وجدل کی خواہش رکھتا ہے۔ لیکن بھارت میں اس کی ساکھ روز بروز گرتی جارہی ہے۔ ہندو مسلم فسادات کرا کے وہ اپنی ساکھ کو سہارا دینے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ پاکستان میں شیعہ اپنے خاص مقاصد کی وجہ سے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات خراب رہیں اور ان دونوں کے درمیان جنگ ہو جائے۔ ایران، حکومت بنی اسرائیل اور امریکی یہود کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں جنگ وجدل ہو۔ اسلئے وہ ایسے طریقے اختیار کرتے رہتے ہیں جن سے دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کے خلاف اشتعال پیدا ہو۔ اور نوبت جنگ تک پہنچ جائے۔ تاکہ ایران کے پاؤں پاکستان تک پھیل سکیں۔ جماعت اسلامی بھی ایران اور شیعان پاکستان کے ناپسندیدہ اور خطرناک مقاصد پورے کرنے کیلئے جہاد کے نعرے لگاتی رہتی ہے۔ بعض دوسرے شیعہ نواز اور ایران دوست سنی لیڈر بھی اسی طرح کے نعرے لگا کر ایران اور شیعوں کو خوش کرنا اور اپنی لیڈری چمکانا چاہتے ہیں ان نعروں اور جلوسوں سے کشمیر یا پاکستان کو تو فائدہ نہیں پہنچا ہاں بھارت کے مسلمانوں

کی جانیں خطرے میں پڑ گئیں۔ کئی خونریز مسلم کش فسادات ماضی قریب میں ہو چکے ہیں اور خون مسلم کی ارزانی کا خطرہ پورے بھارت میں پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جماعت اسلامی اور ان کے ہمنوا بعض سنی قائدین کو کشمیر کے مسلمانوں پر تو ترس آیا مگر ایران کے سنیوں پر جو لرزہ خیز مظالم ایران نے ڈھائے اور اب بھی اس کے مظالم کا سلسلہ جاری ہے ان سنیوں پر ان لوگوں کو ذرا سا بھی ترس نہ آیا۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ یہی نہیں بلکہ خود کشمیر میں حکومت ہند کے مظالم پر تو بجا طور پر غم ہوا اور غصہ آیا مگر انہی مسلمانوں پر دہشت گرد جو ظلم و ستم کر رہے ہیں اس پر کیوں غم نہیں ہوتا اور غصہ کیوں نہیں آتا؟ ان کی مذمت کی بجائے یہ لوگ ان ظالم دہشت گردوں کو "حزب الاسلام" اور "حریت پسندوں" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

6 جون 1990ء کا روزنامہ "جنگ" کراچی، راوی ہے کہ پاکستان میں ایرانی سفارت کار مقیم کراچی علی سقائیاں نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ --- "لبنان، آذر بائیجان، کشمیر وغیرہ میں جہاں بھی حریت پسند کام کر رہے ہیں وہ امام خمینی کی پیروی کرتے ہیں" --- یہ صاف صاف اس امر کا اقرار بلکہ دعویٰ ہے کہ کشمیر میں دہشت گردی کرنے والے ایران کے ساختہ، پرداختہ لوگ ہیں۔ جو ایرانی امل ملیشیا کا جزو ہیں۔ پھر یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ پاکستان میں جو تخریب کاری ہو رہی ہے اس میں بھی ایران ملوث ہے؟ اور اس کی امل ملیشیا ہی یہ سب کر رہی ہے؟ ایران نے چند سال پہلے بیت اللہ شریف اور مسجد حرام پر حملہ کیا۔ حرم شریف میں قتل و غارت گری کی۔ گزشتہ سال 1989ء میں بزمانۂ حج، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بم پھینکا جس سے کئی ایک حاجی شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ جو لوگ حرم کعبہ اور خود کعبہ شریف کی حرمت کا پاس نہیں کرتے وہ پاکستان کا پاس و لحاظ کیا کریں گے؟ --- ایران سے ملنے والی پاکستانی سرحد کی پوری حفاظت و نگرانی کا انتظام کیا جائے تو انشاءاللہ اس تخریب کاری اور دہشت گردی پر قابو حاصل ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۹) یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس موضوع پر گفتگو ایک خاص مکتبِ فکر کے لوگوں کے دباؤ میں آجاتی ہے۔ مستشرقین سے ڈگریاں لینے کے خواہشمند سبائی گھرانوں کے بعض افراد جب مغربی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں تو اِن سے اسرائیلی روایات پر مقالے لکھواکر موضوع تفسیری روایات کی تائید میں لکھنے کے صلے میں ڈگریاں بانٹ دی جاتی ہیں۔ بعض الفائے عہد نہ کرنے والے نام نہاد صالح مدیرانِ جرائد اِن کے آلۂ کار بنتے اور ہر مرتبہ تاریخ کی اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ ؎

دیکھا جو تیر کھاکے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی،

اگر حضرت حسینؓ نے اسلام کی تعلیمات کی پیروی میں حق کو حق کہنے کی تعلیم دی تھی تو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟